سورۂ کوثر اپنے اسلوب کے آئینے میں

ڈاکٹر مجید بیدار

دنیا کی تاریخ میں کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جس نے اپنے ہر لفظ اور جملے پر انسان کو متوجہ کیا ہو' اور کوئی ایسی کتاب بھی نہیں جو اوّل سے آخر تک بغیر کسی ترتیب کے اختلاف کے یاد کر لی جائے۔ یہ اعزاز قرآن مجید ہی کو حاصل ہے کہ اس کے ہر لفظ اور جملے یا آیت میں قوت تاثیر کے ساتھ ازبر ہو جانے کی صلاحیت موجود ہے۔ قرآن کا یہی اعجاز اسے ایک آسمانی کتاب ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ وہ بآسانی حفظ کر لی جاتی ہے' اور اوراق میں قید رہنے سے زیادہ دلوں میں جگہ بناتی ہے۔

قرآن ایک آسمانی کتاب ہونے کے علاوہ اپنے اندر تاثیر کے کئی زاویے رکھتی ہے۔ اس کی آیتوں اور الفاظ میں نہ صرف متوازن ترتیب اور مناسب ہیئتِ ترکیبی موجود ہے' بلکہ الفاظ اور آوازوں میں ایسا ترنم موجزن ہے جو معنی و مفاہیم سمجھے بغیر بھی متاثر کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ چنانچہ دنیا میں مسلمانوں کی اکثریتی آبادی "قرآن ناظرہ" پڑھنے والوں کی ہے جو آیتوں کے معنی و مفہوم کی بازیافت کے بغیر بھی قرات پر سر دھنتے ہیں' اور تاریخ میں ایسی بیشمار مثالیں موجود ہیں کہ عربی زبان سے واقفیت نہ رکھنے والا بھی قرات پر ہمہ تن گوش ہو جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ اور ولید بن مغیرہؓ نے قرآن مجید کے الفاظ و معانی کی سحرکاری سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا تھا۔ عرب کافر تلاوتِ قرآن سننے سے اجتناب برتتے تھے کیونکہ ان کا تاثر تھا کہ قرآن کی جادو بیانی سے متاثر ہو کر لوگ اپنے آبائی مذہب سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔ غرض لسانیات کا ہر ماہر یہ بات قبول کرتا ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ و آیات میں ایک خاص جاذبیت ہے جو انسانوں کو اپنی جانب متوجہ کرتی ہے۔

قرآن کے نزول سے دورِ حاضر تک' اس چودہ سو سال سے زائد عرصہ تک دنیا کے ماہرین

لسانیات قرآنِ مجید کی لفظی جاذبیت اور آیتوں کی کرشمہ سازی کے قائل رہے لیکن ادب و انشاء اور فصاحت و بلاغت کے کسی ماہر کو قرآن کے الفاظ اور ان کی آوازوں میں موجود کیفیت یعنی آہنگ اور صوتیات کے وصف سے آگاہی نہ ہو سکی۔ دنیا میں پھیلتے ہوئے علوم و فنون نے "قرآن فہمی" کو حد درجہ آسان کر دیا ہے اور آج کی اسلوبیاتی تنقید کے نتیجے میں یہ شناخت ممکن ہو گئی ہے کہ الفاظ سے پیدا ہونے والی آوازوں کے تسلسل ' تواتر اور توازن سے لفظوں کی غنائیت کو پرکھا جا سکے۔ چنانچہ یکساں آوازوں کے تواتر سے الفاظ میں نغمگی پیدا ہوتی ہے اور یہی نغمگی متاثر کرنے کا سبب قرار پاتی ہے۔

مترنم آوازوں کا ایک دوسرے سے متوازن انداز میں اختلاط جاذبیت کا سبب بنتا ہے' اور الفاظ میں متاثر کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید کی جملہ ۱۱۴ سورتوں کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے اسلوب میں متوازن اور مترنم الفاظ کچھ اس انداز میں ہیں کہ ان الفاظ میں معنویت کی ایک کائنات کے ساتھ نغمگی کے بے شمار جزیرے آباد ہیں۔ قرآن مجید کی تمام سورتوں کا اسلوبیاتی جائزہ ایک مضمون میں لینا ممکن نہیں اس لیے قرآن کی ایک مختصر سورہ "سورۂ الکوثر" کے تجزیے کے ذریعے یہاں ان رموز اور اسرار پر روشنی ڈالی جا رہی ہے جن کی وجہ سے اس سورہ میں قوتِ تاثیر کے ساتھ ساتھ دل موہ لینے کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔

اسلوبیاتی اعتبار سے جس کلام میں صفیری (Spirant) آوازیں' یعنی با۔ تا۔ ثا۔ سا'شا کا اور یا ' پہلوئی (Lateral) آوازیں ' یعنی لا(ل)' اور انفی (Nasal) آوازیں ' مثلاً ما اور نا' کے علاوہ غنائی آوازوں کا متوازن دخل ہوتا ہے وہ اسلوب کی خصوصیات کے ساتھ سحرکاری کی تاثیر رکھتا ہے۔ قرآن مجید کی تمام تر آیتوں میں ان مترنم اصوات کی موزوں تکرار اور مناسب نشست سے خاص ماحول پیدا ہو گیا ہے۔

ذیل میں سورۂ کوثر کی اسلوبیاتی تشریحات کے ذریعے یہ بات واضح کی جائے گی کہ اس سورہ کی آیتوں میں مستعمل الفاظ نغمگی کی موزونیت اور تاثیر کے تمام تر لطف سے مالا مال ہیں۔ اسی وصف کی وجہ سے قرآنِ مجید کی دوسری سورتوں کی طرح سورۂ کوثر بھی دلوں کو مسحور کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ○	ن ن ط ی / ن ک ل ک / و ث ر
فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ○	ص ل ل ل / و ب ب ک / ن ح ر
اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ ○	ن ن ش ن / ی ک ل ب / ت ر

پہلی آیت میں ن اور ک کی تکرار سے مخصوص نغمگی پیدا ہو گئی ہے۔ اسی طرح دوسری آیت میں ل کی تکرار موجود ہے' اور تیسری آیت پھر ن کی تکرار کے لطف سے مربوط ہو گئی ہے۔ اس طرح تین آیتوں پر مشتمل اس سورہ میں آوازوں کی ترتیب کا اس طرح جائزہ لیا جائے گا۔

جملہ آوازیں: ۴۸
مترنم آوازیں: ۳۲
ہکاری آوازیں: ۱
ن کی تکرار: ۷
ل کی تکرار: ۶
ر کی تکرار: ۴

کلام میں ہکاری (Aspiratal) آوازوں کی کثرت جاذبیت کو بوجھل کر دیتی ہے۔ اس سورہ میں صرف ایک ہکاری آواز استعمال ہوئی ہے' جس سے لطف کلام میں اضافہ ہو گیا ہے۔

سورۂ کوثر کی اس لفظی جاذبیت میں درحقیقت آوازوں کے اتار چڑھاؤ کو دخل ہے۔ جب آوازیں ایک ہی رو میں بہتی ہیں تو ان کی کیفیت پیدا کرنے کے عمل میں جمود پیدا ہو جاتا ہے۔ اور آوازوں کے توازن اور تواتر کے باوجود تاثر کا ماحول پیدا نہیں ہوتا' جس کی وجہ سے لہجہ میں سپاٹ پن پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے کلام کو ادبی' علمی اور تشریحی طور پر تو مقام و مرتبہ حاصل ہوتا ہے' لیکن صوتی و فنی طور پر کوئی حیثیت نہیں دی جاتی۔ چنانچہ سورۂ کوثر کی پہلی آیت پر غور کیا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ پہلی دو آوازیں بڑی مدھر اور یکساں ہیں چنانچہ "نانا" کے توازن پر "طا" کی جب تان لگتی ہے تو سمندر کی خاموشی میں تلاطم پیدا ہو جانے کا اظہار ہونے لگتا ہے۔ پھر "نیا" اور "کا" کی آوازوں سے متوازن اور ہم وزن اصوات کا حق ادا ہوتا ہے۔ لیکن پھر "لا" کی آواز کے ذریعے تواتر کو توڑ دیا جاتا ہے' جس سے پانی کی لہروں کے اتار چڑھاؤ کا سماں بندھ جاتا ہے۔ اسی طرح "وا" کے بعد "تا" کی بلندی کے ساتھ ہی "را" پر پھر آواز پستی میں چلی آتی ہے۔ اس تواتر کے ساتھ آوازوں کا اتار چڑھاؤ یہ ثابت کرتا ہے کہ سورۂ کوثر میں جاذبیت بہتے پانی کی تاثیر رکھتی ہے اور دلیل پیش کرتی ہے کہ جس طرح آیتوں کی آوازوں کا موجزن رہنا اسے زندگی بخشتا ہے اسی طرح انسان کو بھی متحرک رہنا چاہیے۔ ان آوازوں کے اتار چڑھاؤ سے مخصوص کیفیت پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ تحریک کا درس بھی ملتا ہے۔

پہلی آیت میں آوازیں موجزن نظر آتی ہیں' لیکن دوسری آیت میں آوازوں کا تلاطم نظر نہیں آتا' بلکہ ایک ایسا انداز سامنے آتا ہے جیسے کوئی سمجھانے والے انداز میں سرگوشی کر رہا ہے۔ آوازوں کے ذریعے لہجہ کے دھیمے پن کا تاثر پیدا ہو گیا ہے۔ ذرا غور تو کیجئے کہ "صا" کے بعد "لا لا" کے ذریعے تمام قوتوں کے منبع نے کس عمدہ انداز میں لا کی تکرار کی قوت کو مخصوص کیفیت کے لیے استعمال کیا ہے۔ ایسے لگتا ہے جیسے "لا لا" نہیں کہا جا رہا ہے بلکہ کوئی سرگوشی کر رہا ہے۔ یہ عمل نغمگی کا ایک ایسا سوتا ہے جو تخاطب کے ہزار انداز پر قربان کرنے کے لیے کافی ہے۔ اگر انسان بھرپور ارادہ کر کے بھی ایسا کلام لکھنا چاہے تو بھی یہ انداز پیدا نہیں ہو سکتا۔ آوازوں کا یہ دھیما پن اور سرگوشی جیسا عمل خود ثابت کر دیتا ہے کہ یہ انسان کا کلام ہو ہی نہیں سکتا۔ جس کے ساتھ ہی یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ خدائے رب العزت نے سورۂ کوثر میں دوسری قرآنی سورتوں کی طرح یکساں آوازوں کو جگہ نہیں دی کیونکہ خدا جانتا ہے کہ انسان یکسانیت سے اوب جاتا ہے۔ چنانچہ پہلی آیت میں آوازوں کے استعمال کا ایک مختلف انداز ہے جب کہ صرف تین الفاظ اس آیت کی زینت بنتے ہیں۔ دوسری آیت میں آواز کی ایک مختلف شکل ہمارے سامنے آتی ہے۔ اگر پہلی آیت والی آوازوں کو نشیب و فراز رکھنے والی اصوات کا درجہ دیا جائے' تو دوسری آیت والی آوازوں کو بجا طور پر سرگوشی والی اصوات کا نام دیا جا سکتا ہے۔

پہلی اور دوسری آیتوں میں مستعمل آوازوں سے جو کیفیت پیدا ہو رہی ہے اور سحر کار نغمگی پھوٹ رہی ہے' اس حقیقت کا اندازہ اس طرح لگایا جا سکتا ہے کہ خدا نے انسان کو ان آیتوں کے ذریعے نغمگی میں ڈوب جانے کا سبق نہیں دیا' بلکہ پہلی آیت میں جو نغمگی برقرار رکھی گئی ہے اس سے مختلف نغمگی کو دوسری آیت میں جگہ دے کر خدا نے نغمگی کے فسوں کو توڑ دیا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ خدائے تعالیٰ انسان کو قرآن کی آیتوں کی آوازوں میں مدہوش رہنے کا سبق نہیں دیتا' بلکہ متحرک اور فعال رہنے کا جذبہ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ دوسری آیت میں پہلی آیت جیسی آوازوں کو استعمال نہیں کیا گیا کیونکہ ہم وزن آوازوں کے تواتر سے یکسانیت اور ڈوب جانے کی کیفیت پیدا ہونے لگتی ہے' اور انسان غنودگی کی گہرائیوں میں ڈوب جاتا ہے۔ موسیقی کا یہی فسوں ہوتا ہے جس میں ڈوب کر انسان جھومنے لگتا ہے۔ قرآن کی آیتوں کے الفاظ میں آوازوں کی غیر یکسانیت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن اپنے سامع یا قاری کو لفظ و صوت میں منہمک کر دینا نہیں چاہتا بلکہ عمل کی دعوت دیتا ہے۔

سورۂ کوثر کی دوسری آیت کی پہلی چار اصوات کی طرح' دوسری آوازوں میں بھی سرگوشی کی خصوصیت نمایاں ہے چنانچہ آنکھیں موند کر ذرا ان آوازوں کے تاثر کو ملاحظہ فرمایئے "را" "بابا" "کا" ' "نا" "حا" "را" - ایسا لگتا ہے جیسے توازن کے ساتھ مکالمہ کیا جا رہا ہے۔ "را'بابا' کا" کے ذریعے کوئی پوچھ رہا ہے' اور جواب "نا' حا' را" کے ذریعے دیا جا رہا ہے۔ جب ان آوازوں کے سمجھانے والے رویے اور مکالماتی عنصر کے ساتھ سوال و جواب کی کیفیت پر غور کیا جاتا ہے' تو صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ بیان کی معنویت تو ایک اہم بات ہے لیکن صرف آوازوں کے ذریعے تاثر پیدا کرنے کا عمل تو انسان کے حیطۂ قوت میں نہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ اس سورہ میں آوازیں نہیں ہیں بلکہ بڑی حکمت کے ساتھ آوازوں کو تاثر اور معنویت سے ہم آہنگ کیا گیا ہے۔ ہر آیت کے ایک ایک لفظ کی آوازوں میں بالکلیہ جدا گانہ تاثر دکھائی دیتا ہے چنانچہ لِرَبِّکَ کے الفاظ کی آوازوں میں کلام کرنے کی کیفیت پیدا ہوتی ہے' تو وَانْحَرْ کے لفظ کی آوازوں میں جواب دینے کی تاثیر پیدا ہو گئی ہے۔ چنانچہ اگر تھوڑی دیر کے لیے گردن کو سیدھے جانب موڑ کر "را" "با" "کا" کا ورد کیا جائے اور فوری گردن کو بائیں جانب موڑ کر "نا" "حا" "را" دہرایا جائے' تو صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ تاثر کی ایک کائنات ان آوازوں میں پوشیدہ ہے اور ان اصوات سے ذکر کی کیفیت بھی پیدا ہو جاتی ہے اور لا الہ کے ذکر کے بعد الا اللہ کی جو ضرب دل پر لگائی جاتی ہے وہی انداز وَانْحَرْ کے اصوات سے پیدا ہو جاتا ہے۔

سورۂ کوثر کی تیسری اور آخری آیت کے الفاظ کی آوازوں پر سطوت کا گمان ہوتا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی اثبات میں کہہ رہا ہو "نانا شانا"۔ یہاں پر آوازوں کے ساتھ خاص تاثر بھی پیدا کیا گیا ہے چنانچہ اقراریہ جملہ کی طرح "ہاں ہاں" کے لیے گردن کو اوپر سے نیچے ہلانے کے عمل کے ذریعے ان آوازوں کو ادا کیا جائے تو جس بے ساختگی کا اظہار ہوتا ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ جس کے ساتھ ہی محسوس ہوتا ہے کہ آوازوں کی یہ حسنِ ترتیب اور ان میں موجود کیفیت انسان کے بس کی بات نہیں۔ کیونکہ انسان جس قدر بھی منصوبے اور ارادے کے تحت کام کرے گا' وہ کیفیتیں تو پیدا کر لے گا اور خیال کی ترتیب اور ترسیل کا حق بھی ادا کر دے گا' لیکن اصوات کے ربط و ترنم اور ان کی تہذیب میں کہیں نہ کہیں اس سے چوک کا احتمال ممکن ہے۔ کیونکہ سورۂ کوثر میں آوازوں کی تہذیب اور اصوات سے کیفیت کی عکس کشی سے ساتھ ساتھ آوازوں سے اظہار کا ربط پیدا کیا گیا ہے' جو انسان کے احساس اور ارادہ سے بالاتر ہے' اسی لیے یہ کلام سوائے خدا کے کسی اور کا نہیں ہو سکتا۔

آوازوں کی تہذیب کا عمل' اصوات کے دھیمے پن اور موقع اور محلِ استعمال کے اعتبار سے ان میں سبک اور رواں انداز اختیار کرنے سے تکمیل پاتا ہے۔ اگر کلام میں آوازوں کے یہ اجزاء تکمیل پا جائیں تو اس کے فصیح و بلیغ ہونے کے ساتھ ساتھ لسانی اور ماورائی ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ (سورۂ کوثر کے اسلوب کے چند نکات پر روشنی ڈالنے سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اس کی آیتوں میں آوازوں کے اتار چڑھاؤ اور تہذیب اصوات کے ساتھ آوازوں سے تاثر پیدا کرنے کا عمل سوائے ماورائی طاقت کے کوئی اور ہستی انجام نہیں دے سکتی۔)

فصاحت اور بلاغت کا حسن بھی اسلوبیاتی عمل کا پروردہ ہے' اور آوازوں کے مخصوص انداز سے استعمال کی وجہ سے ہی کلام میں دل بستگی اور دل فریبی پیدا ہوتی ہے۔ عموماً" تکرر' تشخص' صنائع معنوی' صنائع لفظی' محاکاتی عوامل اور لفظیات کی تمام تر کائنات آوازوں کے حسین امتزاج سے معنون ہے' اور وہی کلام قوت تاثیر سے مالا مال ہوتا ہے جو آوازوں کے تمام حسین امتزاجوں سے مربوط ہو۔ اس پس منظر میں جب سورۂ کوثر کا جائزہ لیا جاتا ہے تو اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سورہ آوازوں کا ایک ایسا حسین سنگم ہے جو آوازوں کو مکالماتی سرگوشی اور سبک روی سے مربوط کر کے معنی و مفاہیم کے ہزار ہا دفتر کو اپنے اندر سمو لیتا ہے۔

اس مضمون میں سورۂ کوثر کی معنویت بیان کرنے سے اجتناب اس لیے ضروری ہے کہ موضوع کا تعلق صرف اسلوب سے وابستہ ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ یہ چھوٹا سا سورہ صرف لفظی بندشوں اور آوازوں کی ہمہ گیر صلاحیتوں سے مالا مال ہی نہیں بلکہ مفہوم کی بے پایاں گہرائیوں کی نشاندہی کرتا ہے۔

گو کہ اس سورہ میں سحرکاری اور فسوں سازی موجود ہے لیکن یہ جادو گری عام کلام کی طرح نہیں جو انسان کو اپنے مقصد حقیقی سے غافل کر دیتی ہے۔ چنانچہ دنیا کی تمام زبانوں کا ہر کلام جو اسلوبیاتی تاثیر رکھتا ہے' اپنی آوازوں کے جادو میں انسان کو مقید کر لیتا ہے اور اس پر مدہوشی کا عالم طاری ہو جاتا ہے۔ سورۂ کوثر کی آیتوں کے الفاظ میں موجود آوازیں انسان پر مدہوشی طاری نہیں کرتیں بلکہ ان آوازوں کی نغمگی انسان کو عالم شعور میں لا کر اس کے شعور اور تحت الشعور کو روشن کرنے کا سبب بنتی ہے۔

سورۂ کوثر اور خاص طور پر قرآن مجید کے ترجمے دنیا کی تقریباً" ہر زبان میں ہوئے' اور بعض شعراء نے اپنی قادر الکلامی کا ثبوت دینے کے لیے منظوم ترجمے بھی پیش کیے اور اپنے فن اور صلاحیتوں کے تمام ذرائع استعمال کر لیے' لیکن سورۂ کوثر کے عربی متن اور اس کے مزاج کی خوبی

کی ہمسری نہیں کی جا سکتی۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ شاعریا نثار سورۂ کوثر کی معنویت' لفظیت اور اس کے اظہار کی گہرائی سب کو تو اپنی زبان میں سمیٹ لے سکتے ہیں لیکن سورۂ کوثر کے الفاظ کی آوازوں میں جو ترتیب و تہذیب روا رکھی گئی ہے اس کے ترنم اور نغمگی کے ساتھ خیال کی ترسیل انسان کے بس کا روگ نہیں۔ آوازوں کے اتار چڑھاؤ کے اس جائزے کے بعد سورۂ کوثر میں موجود اصوات کے تمام تر تلکم کو سامنے رکھتے ہوئے سورۂ کوثر جیسا پیرایہ استعمال کرنا چاہے تو کسی بھی انسان کو کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ ایک کلام تو خالق کا ہے اور دوسرا مخلوق کا۔ اس لیے دونوں میں ہم آہنگی' یکسانیت اور تواتر و توازن قائم ہونا ایک ناممکن امر ہے' جس کا دعویٰ خود قرآنِ مجید نے کیا ہے۔

لفظیات کا جو کیف سورۂ کوثر کے الفاظ کی آوازوں میں موجود ہے اس کے اظہار اور بیان کی گرمی کو الفاظ کے ذریعے واضح نہیں کیا جا سکتا۔ دورِ حاضر میں یہ سمجھا جانے لگا ہے کہ لفظوں کی تراش خراش اور نئی تراکیب کے ذریعے الفاظ وضع کرنے کے ساتھ ساتھ لفظوں کی آوازوں سے ان کے اندر کی چھپی ہوئی غنائی کائنات کا پتہ چلانا ایک جدید ترین عمل ہے اور سائنسی ترقیات کی دین سے اس عمل کی پیدائش ہوئی ہے۔ لیکن قدیم دور ہی سے قرات کے مختلف طریقے اور قرآن کی آیتوں کی ادائیگی' مخارج اور تجوید کے ذریعے علمائے اسلام نے اسلوب میں پوشیدہ آوازوں کی ترکیب اور اس کی شناخت کر لی تھی۔ الفاظ میں موجود آوازوں کی حقیقت اور ان کی اثر پذیری کا واضح تصور عالمی زبانوں میں سوائے عربی کے کسی اور زبان میں پایا نہیں جاتا۔ انگریزی زبان کے ماہرینِ لسانیات نے اس زبان کی Phonetics تیار کر لی ہے' پھر بھی عربی الفاظ میں موجود آوازوں کی بالادستی قائم ہے۔ سورۂ کوثر کے الفاظ میں موجود آوازوں کی حقیقت اور ان کی پہچان سے نہ صرف قرآنی آیتوں میں موجود سحرکاری اور ان کے پیچھے آباد اصوات کے کئی جزیروں کا پتہ چلتا ہے بلکہ ان آیتوں میں متاثر کرنے کی قوت کے پیدا ہونے کی وجوہات سے بھی واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ غرض ضرورت اس بات کی ہے کہ قرآنی آیتوں کے اعجاز کو پوری معقولیت پسندی کے ساتھ قبول کیا جائے اور ہر آیت کے الفاظ کی آوازوں میں موجود اسرار و رموز کی شناخت کی جائے۔ جدید ترقیات کے ساتھ ساتھ قرآنِ مجید کی آیتوں کے اسرار و رموز سے بھی یکے بعد دیگرے پردے ہٹتے جائیں گے' اور بقول قرآن جو دیدۂ بینا رکھتے ہیں' وہ ان سے فیض یاب ہوتے جائیں گے۔ سورۂ کوثر کے اسلوبیاتی جائزے سے اس سورہ کی لفظیات' لفظی کیفیات اور اصوات سے کما حقہٗ واقفیت ہو جاتی ہے اور قرآنی آیتوں کی نئے اسلوبیات کے ساتھ لسانی پس منظر میں تحقیق کے امکانات روشن ہو جاتے ہیں۔